محمد حفیظ اللہ پھلواری

خلفائے بنو عباس کی رواداری

قسط ۲

واثق باللہ (۲۲۹ — ۲۳۲ھ / ۸۴۱ — ۸۴۴ء) تقلید کا سخت مخالف تھا، او فرقہ اور ہر مذہب کو آزادی سے اظہار خیالات کا مجاز کیا تھا۔ ایک محبت کا حال جس میں ابن موجود تھے۔ علامہ مسعودی نے تفصیل سے لکھا ہے۔ یوحنا بن عالویہ کو واثق باللہ نے اپنا ندیم خاص قرار دیا اور دولت ومال سے مالا مال کر دیا۔ چنانچہ ایک موقع پر تین لاکھ درہم عطا کئے ـــــ (مروج الذہب بحوالہ مقالات شبلی)

متوکل علی اللہ (۲۳۲ — ۲۴۷ھ / ۸۴۷ — ۸۶۱ء) غیر مسلموں کے ساتھ بے حد رواداری کا برتاؤ کرتا تھا، مگر عیسائی اپنی خبث باطنی سے شرارت کیا کرتے۔ رومی حکومت سے ساز باز رکھتے۔ مسلمانوں کا لباس اور معاشرت اختیار کئے رہتے۔ مسلمان ان کے دھوکے میں آکر اپنے دل کا حال کہہ گذرتے۔ رومیوں کے خلاف جہاد کی تیاری ہوتی، عیسائی ان کو خبر کر دیتے۔ اس بنا پر شناخت کے لئے عیسائیوں کے لباس و وضع وقطع و مذہبی مراسم پر چند قیود متوکل نے لگا دئے۔ (ابن اثیر)

مقتفی لامر اللہ (۵۳۰ — ۵۵۵ھ / ۱۱۳۵ — ۱۱۶۰ء) سیاست بین الملل کے باب میں ایک نہایت اہم دستاویز دستیاب ہوئی ہے۔ اس دستاویز کی دریافت کا ذمہ دار ڈاکٹر منگانا، پروفیسر علوم شرقیہ مانچسٹر یونیورسٹی ہے۔ اس دستاویز کی حقیقت ایک میثاق کی ہے جسے "میثاق مقتفی" کہا جاتا ہے اور جسے خلیفۂ بغداد مقتفی بن المستظہر نے عیسائی رعایا کے اسقف اعظم عبدیشوع ثالث (۱۱۳۸ — ۱۱۴۷ء) کو مرحمت فرمایا۔ ڈاکٹر منگانا

کا بیان ہے کہ "میثاق مقتفی" ان تحریرات کے سلسلے کو ایک مضبوط کڑی ہے جو مکاتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہرقل دوم کسرائے عجم و عزیز مصر سے شروع ہوا، اور وقتی ضروریات کے مطابق ان کے مندرجات کی ترتیب ہوتی رہی۔ "میثاق مقتفی" گویا اس اصول کی تصدیق کرتا ہے جو رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مکتوبات کی جان تھا، اور غیر مسلم رائی یا رعایا کے ساتھ ایک نہایت ہی ارفع منزہ معیارِ سلوک قائم کرتا ہے، اور تاریخی حیثیت سے اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ اسلام اور مقتدیانِ اسلام نے اپنے برابر والوں یا ماتحتوں کے ساتھ ہمیشہ رواداری، انصاف اور معدلت گستری کی تلقین کی ہے، اور اس تلقین پر نہایت ہی حقیر مستثنیات سے قطع نظر ہمیشہ عمل ہوتا رہا۔

"میثاق مقتفی" بارہویں صدی کے اصول کے مطابق نہایت رنگین پیرائے میں تحریر کی گئی ہے۔ میثاق کے الفاظ کا لب لباب حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان معلّٰے اعلیٰ حضرت امیر المومنین خلیفۃ الرسول خلیفہ مقتفی ثانی بن المستنظہر کی طرف سے عبد یشوع اسقف نسطوری کے نام۔

الحمدللہ کہ اس ذات واحد نے حضرت خلیفۃ الرسول کو امیر المومنین بننے کی توفیق عطا فرمائی اور اُسے وہ رتبہ بخشا جو اُسے انسانوں میں بلند کرتا ہے، اور جس کے رعب سے دشمن خوف کھاتے ہیں، جس نے زیور عدل کو جلا دی اور ان کی اور ترقی کے راستوں کو کھولا۔ مسلمان اور ذمیوں کی حفاظت اس کا مخصوص فرض ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ کا فرمان ہے۔
اے اسقف! امیر المومنین نے تیری التجا کو سنا اور اسے قبول فرمایا۔ اور حکم دیا کہ پیروان مسیح ناصری اپنے اوقاف، اپنے کلیسا اور رسومات مذہبی کی تنظیم کے لئے اپنے میں سے کسی کو منتخب کر لینے کی اجازت ہے، اور یہ حکم سابقہ احکام کی تصدیق اور تجدید کرتا ہے۔ اور جملہ ممالک خلافت اسلامیہ میں عیسائی مذہب کو امان دیتا ہے۔ نیز تمام یونانیوں اور　　کو اسقف نسطوری کی پناہ میں دیتا ہے۔ نیز اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ذمیوں کے واجبات صرف بالغ مردوں سے وصول کئے جائیں گے، اور دیگر تمام اصناف اس سے مستثنیٰ رہیں گے۔ اس میثاق کا یہ بھی وعدہ ہے کہ حصولِ انصاف میں ذمیوں یا دیگر غیر مسلموں کے ساتھ خالص انصاف ہوگا۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ —— امیر المومنین متوقع ہیں کہ راہبان

اسقفان و پیروان ناصری، خلافت اسلامیہ کے عقیدت شعار ہوں گے، اور اپنے خدا سے اسکی بہبودی کے لئے دست بہ دعا ہیں گے۔"

ڈاکٹر منگانا کا بیان ہے کہ اس میثاق پر بلاکم وکاست عمل ہوتا رہا تھا کہ آج بھی نسطوری فرقہ تیرہ سو سال تک اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے کے باوجود نہایت آزادی سے اپنے مشاغل میں مصروف ہے اور کسی مسلمان صاحب اختیار نے ان کے حقوق کو پامال نہیں کیا۔ مکاتیب رسول اللہ ولواعید خلیفۃ الرسول اللہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پابندی عہد و رواداری وحقوق کی جیسی کچھ مثالیں تاریخ میں موجود ہیں، اس کی ایک نظیر بھی دنیا سے حال مہیا نہیں کر سکتی۔

(ماخوذ از مضمون مسٹر عبدالملک عبدالقیوم سابق مدیر مسلم اسٹینڈرڈ لندن)

خلیفہ مقتفی عباسی کی طرف سے یہ مسیحیوں کو دی ہوئی ایک سند ہے جس سے ان کے ساتھ اسکی بڑی رواداری ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں گرجوں اور خانقاہوں کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہے۔ مذہب کے بارے میں مسیحیوں پر جبر کرنا مسلمانوں کا اصول کبھی نہیں رہا۔

(اسلام اینڈ کرسچینٹی)

مصر کے عیسائی مورخ جرجی زیدان کا بیان ہے کہ "خلفائے اسلام کو غیر قوموں سے کسی قسم کا تعصب نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فارسی کے علماء اور حکماء بغداد میں گئے اور وہاں ان کو معزز عہدے دئے گئے۔ اہل علم بھی اپنے مناسب کاموں میں لگا دئے جاتے تھے۔ ہندوستان کے بت پرست طبیب بھی وہاں آتے تھے، اور ان کی قدردانی میں کوتاہی نہیں ہوتی تھی — مسلمانوں کے سرعت کے ساتھ علمی ترقی کرنے کا ایک زبردست سبب یہ بھی ہے کہ خلفائے اسلام ہر قوم اور ہر مذہب کے علماء کے بہت بڑے قدردان تھے۔ ان کو ہمیشہ انعام و اکرام سے مالامال رکھتے تھے۔ ان کے مذہب، قومیت اور نسب کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے ان میں نصرانی، ہندی، صابی، سامری، مجوسی ہر ملت کے علماء تھے، جن کے ساتھ خلفاء نہایت عزت اور عظمت سے پیش آتے تھے اور ذمی ہونے کے باوجود ان کو وہی آزادی اور عزت حاصل تھی جو اہل منصب کو حاصل ہوا کرتی تھی۔"

دیرینہ، پیچیدہ، روحانی، جسمانی امراض کے خاص معالج | جمال شفاء خانہ رجسٹرڈ | نوشہرہ چھاؤنی — دہلی روڈ لاہور کینٹ